اردوعروض اور میرزا محمد حسن قتیل

(بحوالہ دریائے لطافت)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد، چیئر پرسن شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور
نسیم الرحمان، حجرہ شاہ مقیم

Abstract

Darya-e-Latafut is Mirza Muhammad Qateel's first book in Urdu Meter and Prosody which was penned down in collaboration with Syed Insha Ullah Khan Insha (1223 Hijra/ 1808AD). This book addresses the riddles of Arabic and Persian Poetic Meters which the exponents of Urdu Poetic Meters are confronted with. Mirza Qateel was the first person to have realized the problems emanating from the discord between the Arabic/ Persian and Urdu Poetic Meters. He, therefore, strived to develop an affinity between Urdu language and Poetic Meters by coining new phrases and assigning Urdu, Hindi and Birij names for Arabic/ Persian Meters. He evolved new units to replace the Arabic "Mafaeelon" etc. Besides, he modernized the patterns of logic and meter. In this context, this book is a valuable addition to the history and evolution of Poetic Meter.

Key words:Urdu Meter, Evolution of Poetic Meter in India, History of Poetic Meters.

مختلف زبانوں کے ادب میں شعر کے لیے کئی نظام استعمال کیے جاتے ہیں۔ جنھیں نظام الاوزان کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ شعر اور نثر میں فرق اس کے آہنگ کی بنا پر ہی قائم ہوتا ہے۔ اردو شاعری میں جو نظام الاوزان مروج ہے اسے علم عروض کہتے ہیں۔ یہ نظام ساکن اور متحرک حروف کی ترتیب پر کام کرتا ہے۔ یہ نظام عربی زبان کے لیے اختراع کیا گیا اور بعد میں فارسی میں بھی مروج ہوا۔ فارسی کے زیر اثر اردو شاعری نے بھی اسے قبول کر لیا۔ لیکن یہ نظام پوری طرح اردو شاعری میں رائج نہیں ہو سکا اور کئی ایسی الجھنیں موجود رہیں جو اردو زبان کے عروض شناسوں کو پریشان کرتی رہیں۔ اس بنا پر اردو میں ایک باقاعدہ روایت پیدا ہوئی اور مختلف زمانوں میں عروض دانوں نے علم عروض کی اصلاح کے لیے کاوشیں کیں۔

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو سب سے پہلی کاوش جو علم عروض کو اردو شاعری سے ہم آہنگ کرنے میں نظر آتی ہے، وہ میرزا محمد حسن قتیل کی دریائے لطافت ہے۔

> ''میرزا محمد حسن قتیل دھلوی ۱۱۷۰۔۱۱۷۲ق/۱۷۵۶۔۱۷۵۸م کے دوران شاہجہان آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا ابتدائی نام دیوالی سنگھ تھا۔ بچپن میں اس کے والدین شاہجہان آباد چھوڑ کر لکھنو چلے گئے۔ قتیل نے مروجہ تعلیم لکھنو میں حاصل کی۔ سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر کے محمد حسن نام اور قتیل تخلص اختیار کیا۔ اسلام قبول کرنے کے باعث اپنے خاندان سے جدائی اختیار کی اور دہلی چلے گئے۔ چند سال بعد لکھنو واپس لوٹے اور کچھ مدت کے لیے نواب آصف الدولہ کے دربار میں رہے۔ بعد میں شہزادہ سکندر شکوہ، شاہ عالم ثانی بادشاہ دہلی کا بیٹا، جو دہلی چھوڑ کر لکھنو چلا گیا تھا، کے ہاں ملازم ہو گئے اور تمام عمر وہیں ملازمت کی۔ قتیل نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۳۳ق/۲ مارچ ۱۸۱۸م کو استسقا کے مرض میں انتقال کیا اور قیصر باغ لکھنو میں دفن ہوئے۔(۱)

میرزا قتیل کی تصانیف درج ذیل ہیں:

- ۔شجرۃ الامانی (قواعد فارسی)
- ۔نہر الفصاحت (قواعد فارسی)
- ۔چہار شربت (فارسی عروض و ترکی گرائمر)
- ۔ہفت تماشا (برصغیر کے باشندوں خصوصاً ہندوؤں کی تاریخ)
- ۔مظہر العجایب (لغت)
- ۔معدن الفواید (رقعات)
- ۔ثمرات البدایع (رقعات)
- ۔رقعات قتیل
- ۔منشآت قتیل
- ۔قانون مجدد
- ۔شوقیہ
- ۔قوانین زبان ترکی بہ زبان فارسی
- ۔فرمانِ جعفری
- ۔ترکی زبان میں داستانیں
- ۔دریائے لطافت (منطق، عروض)
- ۔دیوان اشعار
- ۔مثنوی صبح بہار

میرزا قتیل نے سید انشا اللہ خاں انشا کی معیت میں دریائے لطافت لکھی اور اس میں پہلی بار اردو زبان کے عروضی مسائل پر بحث کی۔ ذیل میں اس کتاب کا مفصل تعارف پیش کیا جاتا ہے:

دریائے لطافت:

یہ کتاب سید انشا اور میرزا قتیل کی شراکت سے ۱۲۲۳ق/ ۱۸۰۸ء میں لکھی گئی۔ انشا میرزا قتیل کے متعلق لکھتے ہیں:

''...این ہمہ فرصت بہ دست نیامد کہ تنہا رنگ بر چہرۂ این نقشِ بدیع کشم. میرزا محمد حسن قتیل را نیز، کہ رد کردۂ او بی تامل رد کردۂ من و پسندیدۂ او پسندیدۂ این کثر مژ زبان بودہ است... شریک این دولتِ ابد مدت ساختم.''(۲)

انشا نے اس کے دو نام ''ارشاد ناظمی'' اور ''بحر السعادت'' تجویز کیے اور قتیل نے ''دریائے لطافت'' اور ''حقیقت اردو'' تجویز کے۔ آخر باہمی مشاورت سے کتاب کا عنوان ''دریائے لطافت'' طے پایا:

''...و در تسمیہ کتاب ہم کہ صاحب چار نام پاکیزہ است، مشارک یکدیگریم. دو نام از زبان راقم چکیدہ یکی ارشاد ناظمی از ین جہت کہ بہ ارشاد ناظم الملک بہادر تالیف پذیرفتہ و دیگر بحر السعادت و دو نام دیگر دو گوہر است کہ از نیسان زبانش باریدہ یکی دریای لطافت دیگر حقیقت اردو''(۳)

یہ کتاب ایک صدف اور سات جزیروں پر مشتمل ہے۔ آغاز سے جزیرہ دوم تک انشاء کی تالیف اور باقی کتاب قتیل کی تالیف ہے۔ جیسا کہ انشاء کہتے ہیں:

''و باہم چنین مقرر شد کہ خطبہ کتاب و لغت و محاورہ اردو و ہر چہ صحت و سقمِ آن باشد و مصطلحاتِ شاہجہان آباد و علمِ صرف و نحوِ این زبان را راقم مذنب یعنی بندہ کمترین، بندہ درگاہ آسمان جاہ انشا بنویسد و منطق و عروض و قافیہ و بیان و بدیع را او (یعنی قتیل) بہ قیدِ قلم در آرد و چون بندہ را بیشتر با نظم سروکار ماندہ و او را با نظم و نثر ہر دو، چند سطری کہ می نویسم، نگاہداشتن آن نیز موقوف بر پسند اوست.''(۴)

دریائے لطافت کے مندرجات

خطبہ

صدف:

دردانۂ اوّل- کیفیت زبان اردو

دردانۂ دوم- تمیز محلات دہلی

دردانۂ سوم- ذکر بعضی فصیحان

دردانۂ چہارم- در مصطلحات دہلی
دردانۂ پنجم- در گفتگو و مصطلحات زنان دہلی
جزیرۂ اوّل: در علم صرف
شہر اوّل در ذکر صیغہ ہا
شہر دوم در شرح مخالفت و موافقت حروف و حرکات
شہر سوم در ذکر افتادن بعضی حروف از لفظ
شہر چہارم در ذکر مصادر
جزیرۂ دوم: در مباحثِ نحو
شہر اوّل در تعریف اسم
شہر دوم در ذکر فعل
شہر سوم در ذکر حروف
شہر چہارم در بیان فواید ضروری
جزیرۂ سوم: در علم منطق
سلطنت اوّل- مشتمل بر پنج شہر
شہر اوّل در ذکر آنچہ قبل از بیان مطالب ضروری است
شہر دوم در ذکر جزوی و کلی
شہر سوم در تفصیل نسب اربعہ
شہر چہارم در ذکر کلیات خمسہ
شہر پنجم در ذکر معروف

سلطنت دوم- در تصدیقات مشتمل بر یازدہ بلدہ

بلدۂ اوّل در چگونگی قضایای حملیہ و شرطیہ
بلدۂ دوم در تحقیق مخصوصہ و محصورہ وغیرہ
بلدۂ سوم در بیان محصلہ و معدولہ
بلدۂ چہارم در بیان قضایای موجہات بسیطہ
بلدۂ پنجم در ذکر موجہات مرکبہ
بلدۂ ششم در ذکر شرطیہ متصلہ

بلدۂ ہفتم در ذکر شرطیہ منفصلہ
بلدۂ ہشتم در ذکر عکس مستوی و عکس نقیض
بلدۂ نہم در بحث تناقض
بلدۂ دہم در تعریف قیاس و مباحث آن
بلدۂ یازدہم در ذکر اشکال اربعہ

جزیرۂ چہارم: در علم عروض

شہر اوّل در ترکیب و بساطت بحور
شہر دوم در ذکر ارکان افاعیل
شہر سوم در تفصیل زحافات
شہر چہارم در بیان حروف ملفوظی و مکتوبی
شہر پنجم در تقطیع
شہر ششم در ذکر بحور متداولۂ مشہورہ
شہر ہفتم در ذکر اوزان رباعی

جزیرۂ پنجم: در مباحث قافیہ مشتمل بر چار شہر

شہر اوّل در ذکر حروف قافیہ
شہر دوم در ذکر حرکات حروف قافیہ
شہر سوم در اظہار عیوب قافیہ
شہر چہارم در بحث ردیف

جزیرۂ ششم: در علم بیان مشتمل بر چار شہر

شہر اوّل در تعریف تشبیہ
شہر دوم در بحث استعارہ
شہر سوم در بحث مجاز
شہر چہارم در ذکر حسن و قبح کنایہ

جزیرۂ ہفتم: در علم بدیع۔ مشتمل بر دو شہر و یک باغ

شہر اوّل در بدایع لفظی

شہر دوم در بدایع معنوی

باغ - در اقسام نظم و فواید دیگر

دریائے لطافت کے خطی نسخے:

۱) کراچی، نیشنل میوزیم، نسخہ نمبر ۲۲۳-۱۹۷۰. N. M، مکتوبہ ۱۷ شعبان ۱۲۵۴ ہجری قمری، ۴۷۰ص۔(۵)

۲) لندن، برٹش لائبریری، نسخہ نمبر ۱۹۱۱، تاریخ کتابت: ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ، ۱۱۹ص۔(۶)

۳) بانکی پور، اورینٹل پبلک لائبریری، نسخہ نمبر ۷۸۶، برگ ۲۳۳۔(۷)

دریائے لطافت کی اشاعتوں کی تفصیل:

۱) ۱۲۵۷ق/ ۱۸۴۱ء، مرشد آباد: ۴۵۷ یا ۴۷۶ص۔(۸)

۲) ۱۲۶۶ق/ ۱۸۵۰ء، مرشد آباد، مطبع آفتاب عالمتاب، بہ اہتمام احمد علی گوپا موی، نستعلیق، ۴۷۶ص۔

۳) ۳۵-۱۳۳۴ق/ ۱۹۱۶ء، لکھنو، دارالناظر پریس، اہتمام و ترتیب انجمن ترقی اردو، ۲۴۴ص[۹]، مولوی عبدالحق نے انشا کے تمام حصے شامل کیے لیکن قتیل کا فقط علم معنی و بیان کا حصہ رہنے دیا۔

اردو ترجمہ:

برج موہن دتاتریہ کیفی نے مولوی عبدالحق کی مرتبہ دریائے لطافت کا اردو ترجمہ کیا جو پہلی مرتبہ ۱۳۵۳ق/ ۱۹۳۵ء میں انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کے سلسلۂ مطبوعات نمبر ۸۳ کے تحت چھپا(۱۰)

''اس کے صفحات ۳۹۵ ہیں۔ اس کا دوسرا ایڈیشن پاکستان میں انجمن ترقی اردو پاکستان کے سلسلۂ مطبوعات نمبر ۸۳ کے تحت ۱۹۸۸ء میں چھپا جو پہلے ایڈیشن کا عکس ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد ۳۹۵ ہے[۱۱]۔ ہندوستان میں اس کا دوسرا ایڈیشن انجمن ترقی اردو (ہند) کے سلسلۂ مطبوعات نمبر ۵۸۳ کے تحت ۱۹۸۸ء میں چھپا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۹۵ ہے(۱۲)

دریائے لطافت اردو زبان کی گرامر پر لکھی جا رہی تھی اس لیے قتیل نے اس میں عروض کی جو بحث شامل کی وہ اردو زبان کے حوالے سے تھی۔ قتیل اس نکتے کو جان گئے تھے کہ علم عروض اردو زبان سے مکمل طور پر ہم آہنگ نہیں ہے۔ چنانچہ انھوں نے دریائے لطافت میں اسے اردو زبان سے مانوس کرنے کی باقاعدہ کوشش کی۔ ڈاکٹر

جمیل جالبی نے قتیل کی اس کوشش کا اعتراف درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''انشا اور قتیل دونوں نے ''دریائے لطافت'' میں اردو زبان کو عربی و فارسی کے تسلط سے آزاد کرانے اور اسے ایک الگ ممتاز حیثیت دینے کی شعوری کوشش کی ہے۔ اس اعتبار سے بھی یہ تصنیف اپنی اولیت، طبع زادیت، جدت پسندی اور اصولِ قواعد کے نئے صحت مند رجحان کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔''(۱۳)

محمد زبیر خالد اور ڈاکٹر روبینہ ترین اپنے مقالہ ''اردو عروض: ارتقائی مطالعہ'' میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''اردو عروض کے ارتقاء کو ہم اس علم کی خالصتاً اردو کے لیے تدوینِ نو کی گیارہ خصوصی کاوشوں کے مطالعے کی صورت میں دیکھ سکتے ہیں...ان کاوشوں کی ابتداء اردو زبان، بلاغت اور عروض و قافیہ پر فارسی میں لکھی گئی مشہور کتاب 'دریائے لطافت' سے ہوتی ہے جو انشاء اللہ خان انشاء اور مرزا محمد حسن قتیل کی مشترکہ کاوش ہے۔ کتاب کا عروض پر حصہ قتیل کا لکھا ہوا ہے۔''(۱۴)

مولوی عبدالحق نے جب انجمن ترقی اردو کی جانب سے دریائے لطافت کا اردو ترجمہ شائع کیا تو میرزا قتیل کی اس کوشش کو یہ کہتے ہوئے ترجمہ میں شامل نہ کیا:

''اس کتاب (دریائے لطافت) کا دوسرا حصہ منطق و عروض و قوافی اور معانی و بیان میں ہے۔ یہ حصہ مرزا قتیل کا ہے اور زیادہ قابلِ لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں کیا جاتا۔۔۔انھوں نے عروض میں بجائے مروجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجائے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجائے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چپت لگن پری خانم چپت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہے کہ وہ کچھ مفید نہ تھا...''(۱۵)

البتہ مرزا قتیل کی جدت کا اعتراف انھوں نے بھی کیا ہے:

''۔۔۔البتہ منطق و عروض میں ایک جدت انھوں نے ضرور کی ہے۔ یعنی اصطلاحاتِ فن کا ترجمہ اردو میں ہے۔۔۔''(۱۶)

دریائے لطافت کے عروض والے حصے کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ میرزا قتیل کی رسا طبیعت نے علم عروض کی اردو زبان سے نامانوسیت کے راز جان لیے تھے۔ ذیل میں اردو زبان اور علم عروض سے

متعلق چند نکات پیش کیے جاتے ہیں جو قتیل کی نظر میں تھے اور جن پر ابھی تک کسی کی نظر نہیں پڑی:

۱۔ قتیل نے سب سے پہلے اس بات کو باور کیا کہ اردو زبان میں باقاعدہ طور پر سبب ثقیل (ایسا دو حرفی لفظ جس کے دونوں حرف متحرک ہوں) نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''سبب کلمۂ دو حرفی را گویند...اگر ہر دو متحرک آید، بہ سبب ثقیل موسوم کنند و چنین لفظ در ہیچ زبان یافتہ نشود مگر در عربی۔'' (۱۷)

[(سبب دو حرفی کلمہ کو کہتے ہیں...اگر دونوں (حروف) متحرک ہوں تو اسے سبب قتیل کہتے ہیں اور ایسا لفظ عربی کے سوا کسی اور زبان میں نہیں پایا جاتا۔)

۲۔ قتیل سبب ثقیل کو اجزائے ارکان میں شمار نہیں کرتے۔ اس کی جگہ وہ فاصلۂ صغریٰ اور فاصلۂ کبریٰ کو اجزائے ارکان قرار دیتے ہیں اور اس کے جواز میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ سبب ثقیل عروض کا ایک غیر مستقل رکن ہے کیونکہ اس کے وزن پر عربی اور فارسی سمیت کسی زبان میں کوئی مستقل لفظ موجود نہیں ہے۔ جبکہ فاصلۂ صغریٰ اور فاصلۂ کبریٰ کے وزن پر عربی اور فارسی میں مستقل الفاظ موجود ہیں چنانچہ مستقل رکن کو چھوڑ کر غیر مستقل رکن کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے:

''وآنچہ بعضی برین رفتہ اند کہ ذکر فاصلہ درین مقام ضرور نیست ازین سبب کہ فاصلہ صغری بہ سبب ثقیل وسبب خفیف حاصل شود و کبری بہ سبب ثقیل و وتد مجموع. نزد فقیر راقم، خطای خود را فہمیدہ اند. بدیہی است کہ مقابل فاصلۂ صغری و کبری کلمۂ مستقل در عربی و فارسی موجود است مانند ''اَحَدٌ' وَسَمَکَۃٌ' وصَنَمَا' وشُکَمَش' بخلاف سبب ثقیل کہ ہرگز کلمۂ مستقل در عربی بہ این وزن نیست و در فارسی بغیر مضاف و موصوف شدن نایاب محض. پس ہرگاہ مستقل موجود باشد، غیر مستقل را جستن چہ ضرور...پس چیزی کہ در مثال آن تمام کلمہ بہ دست آید، چگونہ مقابل چیزی کہ در مثال آن جزوی از کلمہ برگیرند، زاید و غیر ضروری شمردہ آید. بلکہ ذکر آن ضروری باشد. این است حال سبب در جنب فاصلہ. از ینجا ثابت شد کہ وجود فاصلہ در عروض از واجبات باشد و سبب ثقیل بیکار محض...درین صورت اجزای ارکان دو وتد و دو فاصلہ و یک سبب خفیف باشد۔'' (۱۸)

قتیل کا یہ نکتہ بہت قابلِ غور ہے۔ اگر عروض کے افادی پہلو پر نظر کی جائے تو قتیل کی بات معقول لگتی ہے۔ مگر اسے قبول کرنے کی صورت میں عروض کے قواعد نئے سرے سے ترتیب دینے ہوں گے۔

۳۔ قتیل نے علم عروض کے اوزان کی اردو زبان سے نامانوسیت کو محسوس کرتے ہوئے اس وقت کے ماحول میں مروج الفاظ استعمال کر کے علم عروض کو عام لوگوں کے لیے قابلِ فہم اور دلچسپ بنایا۔ اس وقت لکھنو میں

طوائفوں کی کثرت تھی اور عوام وخواص کا ان کے ہاں آنا جانا تھا۔ اس لیے قتیل نے ان کے ہاں مروجہ الفاظ عروض میں شامل کر لیے۔ مثال کے طور پر اصل رکن سالم کو ''صاحب طایفۂ خاص و خانگی''، فرع کو ''نوچۂ آن صاحب طایفہ یا کنیزان خانگی''؛ اور زحاف کو ''سنگار'' کا نام دیا۔ قتیل نے عروضی ارکان کے درج ذیل نام مقرر کیے [۱۹]:

مفاعیلن	پری خانم	مستفعلن	چنچل پری
فاعلاتن	نور بائی	فاعلن	چت لگن
فعولن	پیازو	مفعولات	صاحب بخش
مفاعِلَتن	بناس پتی	مُتَفاعلن	چتوت ہتی
مفاعلن	قلندرو	مفاعیل	ملا گیر
مفعولن	گجراتن	مفعول	بی جان
فعول	لگور	فَعُل	پری
فاع	جان	فع	جی
فَعِلاتن	البیلی	فاعلات	نور بخش
فَعِلات	اَنمول	فعلن	جادی
فاعلیّان	بیگمی جان	فَعَلُن	سجنی
مفتَعِلُن	مال دہی	فَعَلِیّان	سجنی جان
فَعُلان	بی جان		

بحروں اور اوزان کو قتیل کے دیے گئے نام:

مفرد بحریں:

۱۔ بحر ہزج:

پری خانم پری خانم پری خانم پری خانم   مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

۲۔ بحر رجز:

چنچل پری چنچل پری چنچل پری   مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

۳۔ بحرِ رمل:

نور بائی نور بائی نور بائی نور بائی — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

۴۔ بحرِ کامل:

چتوت ہتی چتوت ہتی چتوت ہتی چتوت ہتی — متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

۵۔ بحرِ وافر

بناس پتی بناس پتی بناس پتی بناس پتی — مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن

۶۔ بحرِ متدارک:

چت لگن چت لگن چت لگن چت لگن — فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

۷۔ بحرِ متقارب:

پیازو پیازو پیازو پیازو — فعولن فعولن فعولن فعولن

بارہ مرکب بحریں:

۱۔ بحرِ مضارع:

پری خانم نور بائی پری خانم نور بائی — مفاعیلن فاعلاتن فاعیلن فاعلاتن

۲۔ بحرِ مجتث:

چنچل پری نور بائی چنچل پری نور بائی — مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن

۳۔ بحرِ مقتضب:

صاحب بخش چنچل پری صاحب بخش چنچل پری — مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن

۴۔ بحرِ طویل:

پیازو پری خانم پیازو پری خانم — فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

۵۔ بحرِ مدید:

نور بائی چت لگن نور بائی چت لگن — فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

۶۔ بحر بسیط:

چنچل پری چت لگن چنچل پری چت لگن	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

۷۔ بحر خفیف:

نور بائی چنچل پری نور بائی چنچل پری	فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن مستفعلن

۸۔ بحر سریع:

چنچل پری چنچل پری صاحب بخش	مستفعلن مستفعلن مفعولات

۹۔ بحر جدید یا غریب:

نور بائی نور بائی چنچل پری	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن

۱۰۔ بحر قریب:

پری خانم پری خانم نور بائی	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن

۱۱۔ بحر مشاکل:

نور بائی پری خانم پری خانم	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن

اردو میں مروج اوزان

ہزج مثمن مقبوض:

قلندر و قلندر و قلندر و قلندر و	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

ہزج مثمن اشتر:

چت لگن پری خانم چت لگن پری خانم	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف:

بی جان ملا گیر ملا گیر پیاز و	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور:

بی جان ملا گیر ملا گیر ملا گیر	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

ہزج مثمن اخرب:

بی جان پری خانم بی جان پری خانم	مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

ہزج مسدس محذوف:

پری خانم پری خانم پیازو	مفاعیلن مفاعیلن فعولن

ہزج مسدس مقصور:

پری خانم پری خانم ملا گیر	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف:

بی جان قلندرو پیازو	مفعول مفاعلن فعولن

ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور:

بی جان قلندرو ملا گیر	مفعول مفاعلن مفاعیل

ہزج مسدس اخرم اشتر محذوف:

گجراتن چت لگن پیازو	مفعولن فاعلن فعولن

ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور:

گجراتن چت لگن ملا گیر	مفعولن فاعلن مفاعیل

رمل مثمن مخبون:

البیلی البیلی البیلی البیلی	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن
نور بائی البیلی البیلی البیلی	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن
البیلی البیلی البیلی انمول	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فَعِلات
البیلی البیلی البیلی بی جان	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات
البیلی البیلی البیلی سجنی	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فَعِلُن
البیلی البیلی البیلی جادی	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

رمل مسدس سالم:

نو ربائی نور بائی نور بائی	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

رجز مثمن مخبون:

قلندرو قلندرو قلندرو قلندرو	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

مضارع مثمن اخرب:

بی جان نور بائی بی جان نور بائی	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف:

بی جان نور بخش ملا گیر چت لگن	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور:

بی جان نور بخش ملا گیر نور بخش	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

مجتث مثمن مخبون:

قلندروالبیلی قلندروانمول	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعِلات
قلندروالبیلی قلندرو بی جان	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان
قلندروالبیلی قلندرو سجنی	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعِلُن
قلندروالبیلی قلندرو جادی	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بسیط مثمن مطوی:

مال دہی چت لگن مال دہی چت لگن	فاعلتن فاعلن فاعلتن فاعلن

سریع مطوی:

مال دہی مال دہی چت لگن	مفتعلن مفتعلن فاعلن
مال دہی مال دہی نور بخش	مفتعلن مفتعلن فاعلات
گجراتن گجراتن چت لگن	مفعولن مفعولن فاعلن
گجراتن گجراتن نور بخش	مفعولن مفعولن فاعلات

خفیف مخبون:

البیلی قلندر وانمول	فعلاتن مفاعلن فَعِلات
البیلی قلندر وبی جان	فعلاتن مفاعلن فعلان
البیلی قلندر وبجنی	فعلاتن مفاعلن فَعِلُن
البیلی قلندر وجادی	فعلاتن مفاعلن فعلن

متقارب مثمن محذوف:

پیاز و پیاز و پیاز ولگوڑ — فعولن فعولن فعولن فعول

متقارب مثمن مقصور:

پیاز و پیاز و پیاز و پری — فعولن فعولن فعولن فَعُل

متقارب اثلم

جادی پیاز و جادی پیاز و — فعلن فعولن فعلن فعولن

متقارب مقبوض اثلم

لگوڑ جادی لگوڑ جادی — فعول فعلن فعول فعلن

متقارب اثرم

جان پیاز و جان پیاز و — فاع فعولن فاع فعولن

متدارک مخبون و مسکن:

بجنی بجنی بجنی بجنی — فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن

متدارک مقطوع:

جادی جادی جادی جادی — فعلن فعلن فعلن فعلن (۲۰)

بحروں کو طوائفوں کے نام دینے پر قتیل پر اعتراضات بھی کیے گئے۔ مولوی عبدالحق کا اعتراض ہم پچھلے صفحات پر نقل کر آئے ہیں۔ صاحبِ ''تاریخ اودھ'' لکھتے ہیں:

> اس کتاب (دریائے لطافت) میں ایسے تمسخر اور استہزا فحش کا خاکہ اڑایا ہے کہ اس کو دیکھ کر شایستگی کبھی آنکھیں بند کر لیتی ہے کبھی کانوں میں انگلیاں دے

لیتی ہے۔۔۔اور اس کی تصنیف میں مرزا محمد حسن قتیل بھی شریک ہیں مگر اس
حمام میں سب ننگے تھے ان کے یہاں بھی سوائے شہد پن کے کوئی بات نہیں۔
تمام کتاب میں مثالیں بھی وہی دی ہیں جن میں عورتوں کے متعلق خرافات ہے
مثلاً مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن کی جگہ پری خانم پری خانم پری
خانم پری خانم کہتے ہیں۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن کی جگہ چت لگن چت
لگن چت لگن چت لگن۔ مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کی جگہ بی جان پری
خانم بی جان پری خانم لکھتے ہیں اور فعول فعلان فعول فعلان کی جگہ کہتے ہیں لگوڑ
بی جان لگوڑ بی جان'' (۲۱)

موجودہ معاشرے کے تناظر میں یہ اعتراضات درست ہیں مگر جس معاشرے میں قتیل نے یہ کتاب لکھی، طوائف اس معاشرے کا اہم ترین حصہ تھی۔ لکھنو کے اس دور کے بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

''نواب و امیر جاگیردارانہ نظام میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کا مذاق اور
ان کی پسند کے اثرات سارے معاشرے پر پڑتے تھے۔ اس دور میں یہ لوگ
مردانگی سے عاری تھے اور عیش و عشرت کے میدان میں مردانگی کے جوہر
دکھاتے تھے۔ اس دور کی محصور تہذیب توازن سے عاری ہونے کے باعث
یک رخی تہذیب تھی۔ گھر کی پردہ نشین عورت، جو شرم و حیا کو اپنا زیور جانتی تھی،
اس معاشرے کے مرد کو ناپسند تھی۔۔۔اسی لیے بالانشین طوائف اور زنِ
بازاری نے معشوق دلی بن کر مرکزی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ سارا معاشرہ اسی
کے اردگرد محوِ رقص تھا۔ جسم کی لذتیں زندگی میں رس گھول رہی تھیں۔ (۲۲)

ایسے ماحول میں قتیل کا طوائف کی مثالیں پیش کرنا اپنے معاشرے سے ہم آہنگ ہونے کی لاشعوری کوشش تھی۔ جس معاشرے میں طوائف کا کوٹھا تہذیب کا مرکز بن جائے وہاں اس سے بہتر مثال سامنے نہیں آ سکتی۔

۴۔ قتیل نے سب سے پہلے اس بات کو محسوس کیا کہ بعض ارکان عروض (فَعِلَاتن، مُتَفَاعلن) کے وزن پر الفاظ اردو میں نہیں پائے جاتے۔ انھوں نے ان کی مثال کے لیے برج زبان سے الفاظ لیے۔ مثلاً فَعِلَاتن کے لیے ''اَلَبِیلی'' [۲۳]، اور مُتَفَاعلن کے لیے ''چَتَوَت ہتی'' [۲۴]۔ اور جواز یہ پیش کیا کہ اردو میں برج زبان کے الفاظ غیر مانوس نہیں ہیں چنانچہ انھیں برتا جا سکتا ہے:

''ہر چند البیلی لفظ اردو نیست لیکن چون الفاظ برج در زبان اردو مستعمل است.
بنابر ضرورت مثل چتوت ہتی این ہم مضایقہ ندارد.'' (۲۵)

اردو عروض کے ارتقائی مطالعہ میں میرزا قتیل کی دریائے لطافت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ خصوصاً سبب ثقیل

اور فاصلۂ صغریٰ و کبریٰ کے حوالے سے ان کا نقطۂ نظر عروض شناسوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اور اردو عروض میں ایک نئی بحث کا نقیب ہے۔

حواشی:

۱۔ قتیل، نہر الفصاحت، ص ص ۵۔۱۱
۲۔ انشا، قتیل، دریائے لطافت، چاپ ۱۸۵۰ء، ص ص ۴۔۵
۳۔ ایضاً، ص ۵
۴۔ ایضاً
۵۔ منزوی، فہرست مشترک: ۱۳/۳۴/۲۵
۶۔ Riew، ۳/ ۹۹۸۔۹۹۹
۷۔ Abdul Muqtadir، ص ص ۱۲۔۱۴
۸۔ جمیل جالبی، ص ۱۴۹
۹۔ نوشاہی، کتابشناسی، ص ۹۱۸
۱۰۔ انشا، قتیل، دریائے لطافت، مترجمہ، اشاعت اول، ۱۹۳۵ء، انجمن ترقی اردو اورنگ آباد
۱۱۔ ایضاً، اشاعت دوم، ۱۹۸۸ء، انجمن ترقی اردو پاکستان
۱۲۔ ایضاً، اشاعت دوم، ۱۹۸۸ء، انجمن ترقی اردو ہند
۱۳۔ جمیل جالبی، ص ۱۵۳
۱۴۔ محمد زبیر خالد، روبینہ ترین، معیار، جلد نمبر ۹، ص ۱۹۴
۱۵۔ انشا، قتیل، دریائے لطافت، اشاعت ۱۹۱۶ء، ص ص ۸۔۹
۱۶۔ ایضاً، ص ۸
۱۷۔ انشا، قتیل، دریائے لطافت، اشاعت ۱۸۵۰ء، ص ۳۶۸
۱۸۔ ایضاً، ص ص ۳۷۰۔۳۷۱
۱۹۔ ایضاً، ص ص ۳۷۷۔۳۸۵
۲۰۔ ایضاً، ص ص ۳۸۸۔۳۹۸
۲۱۔ نجم الغنی، تاریخ اودھ، حصۂ چہارم، ص ۱۰۳
۲۲۔ جمیل جالبی، ص ۵۰
۲۳۔ انشا، قتیل، دریائے لطافت، اشاعت ۱۸۵۰ء، ص ۳۷۷

۲۴۔　ایضاً،ص ۳۷۲

۲۵۔　ایضاً،صص ۳۷۷۔۳۷۸

مآخذ:

- جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد سوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، چاپ دوم، ۲۰۰۸ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، انشا، سید انشااللہ خان، دریائے لطافت، مطبع آفتاب عالمتاب، مرشد آباد، ۱۸۵۰ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، انشا، سید انشااللہ خان، دریائے لطافت، اہتمام وترتیب: انجمن ترقی اردو، دارالناظر پریس لکھنو، ۱۹۱۶ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، انشا، سید انشااللہ خان، دریائے لطافت، ترجمہ اردو: پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، اہتمام وترتیب: انجمن ترقی اردو اورنگ آباد، اشاعت اول، ۱۹۳۵ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، انشا، سید انشااللہ خان، دریائے لطافت، ترجمہ اردو: پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، اہتمام وترتیب: انجمن ترقی اردو پاکستان، اشاعت دوم، ۱۹۸۸ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، انشا، سید انشااللہ خان، دریائے لطافت، ترجمہ اردو: پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، اہتمام وترتیب: انجمن ترقی اردو ہند، اشاعت دوم، ۱۹۸۸ء
- قتیل، میرزا محمد حسن، نہر الفصاحت، تصحیح ومقدمہ نسیم الرحمان، انتشارات مجلس تحقیق وتالیف، شعبہ فارسی جی سی یونیورسٹی لاہور، ۲۰۱۵ء
- محمد زبیر خالد، ڈاکٹر روبینہ ترین، ''اردو عروض: ارتقائی مطالعہ'' مشمولہ مجلّہ معیار، جلد ۹، ۲۰۱۳ء، شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، صص ۱۸۱۔۲۰۰
- منزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان، جلد ۱۳، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد
- نجم الغنی، تاریخ اودھ، جلد چہارم، مطبع نول کشور، لکھنو، ۱۹۱۹ء
- نوشاہی، سید عارف، کتابشناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ (ہند، پاکستان، بنگلادیش)، ۴ جلد، چاپ اول، میراث مکتوب، تہران، ۱۳۹۱ش

- Abdul Muqtadir, *Catalogue of The Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipore*, vol ix, Superintendent Government Printing Bihar and Orissa Patna, 1925.
- Rieu, Charlas, *Catalogue of the Persian Manuscripts in The British Museum*, London, Vols III, 1883.